معروف اہل حدیث عالم دین

مولانا محمد مقیم فیضی رحمہ اللہ کی یاد میں

فاعتبروا یا أولي الأبصار

از

فضیلۃ الشیخ ظفر الحسن مدنی حفظہ اللہ

(شارجہ)

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

بسم الله الرحمن الرحیم

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
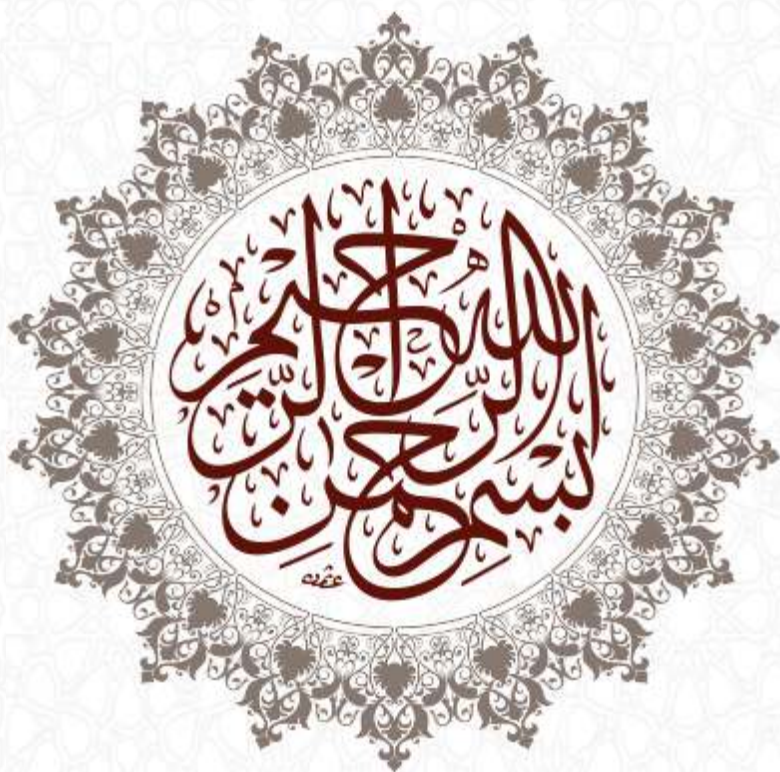
فاعتبروا يا أولي الأبصار

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، أما بعد:

اس سرزمین پر عدل وانصاف اور آمن وآمان کا قیام، اصلاح عباد وبلاد، لوگوں میں ارشاد و ھدایت اور شریعت کا نفاذ علماء ہی کے ذریعہ ہوتا ہے اور اگر علماء حق نہ ہوں تو یہ زمین ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ [الروم:۴۱] کا مصداق بن جاتی ہے۔

اسی لئے ہر وقت علماء حق کا ہونا ضروری ہوتا ہے، اسی ضرورت کی طرف لوگوں کو توجہ دلاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

"إن الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالما اتخذ الناس رؤوسا جهالا فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا"-[البخاري في العلم، باب كيف يقبض العلم عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما]

اللہ تعالی علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے بلکہ علم کے اٹھا لینے کی شکل یہ ہوگی کہ اللہ تعالی علماء (حق) کو موت دیکر علم اٹھائے گا یکے بعد دیگرے سارے علماء حق وفات پاکر ختم ہو جائیں گے تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا اور سردار بنائیں گے، پھر انہیں سے مسائل پوچھیں گے، تو وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

اسی طرح امام الحسن البصری رحمہ اللہ لوگوں سے کہتے تھے کہ:

"العلماء سراج الأزمنة؛ فكل عالم مصباح زمانه، يستضيئ به أهل

عصره ولولا العلماء لكان الناس فی عمی کالبهائم، ولولا السلطان لأكل الناس بعضهم بعضا"۔

علماء حق (کتاب وسنت پر عمل کرنے اور دوسروں کو کتاب وسنت کی دعوت دینے والے) اپنے وقت میں امت کے لئے چراغ ہوتے ہیں، ہر عالم اپنے وقت میں اپنے علاقے کے لوگوں کے لئے چراغ ہوتا ہے جس سے علاقے کے سارے لوگ روشنی حاصل کرتے ہیں، اور اگر اللہ تعالی علماء کو پیدا نہ کرتے تو سارے لوگ جانوروں کی طرح اندھیروں میں زندگی گزارتے، اور اگر حاکم نہ ہوتا تو لوگ ایک دوسرے کو کھا جاتے۔ [العلم فی الشعر العربی ص ۱۴]

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی لوگوں کی ہدایت اور صراط مستقیم کی رہنمائی کے لئے جو کتاب اور شریعت اپنے نبی اور رسول کے ذریعے دنیا میں بھیجتے ہیں اس کو سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے صحابہ سیکھتے اور حاصل کرتے ہیں اور بعد میں وہی ھدایات وتعلیمات لوگوں میں اپنے تعلیم وتعلم، درس وتدریس اور وعظ ونصیحت کے ذریعے عام کرتے ہیں، پھر ان سے علماء حق اور علماء ربانی حاصل کرکے انہیں تعلیمات و ہدایات کو اپنے تعلیم وتعلم، درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کے ذریعے آگے آنے والی نسل تک پہنچاتے ہیں۔

اور یہ سلسلہ آئندہ آنے والی نسلوں تک جاری رہے گا جیسے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

"يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين"۔ اسی نظم کے تحت یہ سلسلہ برابر چلتا رہا ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا، اور اسی سے اللہ کی کتاب اور بھیجی ہوئی شریعت وسنت رسول محفوظ رہتی ہیں، کیونکہ پوری شریعت اسلامیہ اور تعلیمات الٰہیہ وہدایات نبویہ کا تحفظ انہیں علماء حق (علماء اہل

حدیث) کی کاوشوں اور قربانیوں کے سبب ہوتا ہے اسی وجہ سے علماء حق کو وارث انبیاء کہا گیا ہے،
"العلماء ورثة الأنبياء" الحديث ۔

اسی لئے علماء کی وفات کو اسلام و مسلمین اور دین وشریعت کا بڑا نقصان اور عظیم خسارہ قرار دیا گیا ہے،

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾[الرعد:۴۱]

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم چاروں طرف سے زمین گھٹاتے جارہے ہیں اللہ حکم کرنے والا ہے اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں ہے اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

مفسرین کی ایک جماعت نے اس آیت کی تفسیر میں -أَطْرَافِهَا- کا معنی "أشرافها وعلمائها و أخيارها" کیا ہے، اور یہ تفسیر کیا ہے کہ کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں اور عبرت ونصیحت حاصل نہیں کرتے کہ ہم ان کے درمیان سے علماء کو وفات دیکر ختم کرتے جارہے ہیں، مگر یہ لوگ اس سے عبرت و نصیحت حاصل نہیں کرتے اور نہ تو علماء کے موت سے جو دین اسلام کا نقصان ہوتا ہے اس کی تلافی کی کوئی فکر کرتے ہیں ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (في رواية) اِمام مجاہد، اِمام عطاء ابن ابی رباح وغیرھم نے اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس آیت کی سب سے افضل اور اچھی تفسیر یہی ہے اور علماء نے اس تفسیر کو بہت پسند کیا ہے۔[الجامع لابن عبد البر: ۱/ ۴۸۷ ،تفسير القرطبي ،ابن كثير وغيرهم]

إمام الحسن البصري رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"كانوا يقولون موت العالم ثلمة في الإسلام لا يسدها شيء ما طرح الليل

والنہار"۔ عالم کی موت سے اسلام اور مسلمانوں کا ایسا نقصان ہوتا ہے جس کی قیامت تک تلافی نہیں ہو سکتی۔[امام احمد فی الزھد ص:۳۱۸،الدارمی فی المقدمۃ:۱/ ۹۴،ابن عبد البر فی الجامع:۱/ ۴۸۲، البیھقي في الشعب]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک عظیم نصیحت اور ہمارے لئے ایک لمحہ فکریہ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو تدفین کے موقع پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی لوگوں کے ساتھ شریک تھے قبر میں لٹانے کے بعد جب سب لوگ مٹی ڈالنے لگے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مٹی ڈالتے ہوئے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:"ھکذا یدفن العلم"، اسی طرح علم دفن کر دیا جاتا ہے، (اسی لئے لوگوں کو چاہئے کی علماء کے زندگی ہی میں ان سے استفادہ کریں اور ان سے علم حاصل کریں اور اہل علم کی وفات کے بعد جو خلا پیدا ہو جاتا ہے اس کے تلافی کی بھی فکر کریں)۔

ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"من سره أن ينظر كيف ذهاب العلم فهكذا ذهابه"۔

ایک اور روایت میں ہے:"هكذا ذهاب العلم لقد دفن اليوم علم كثير" [عبد الرزاق في المصنف، ابن سعد، الطبراني في الكبير ، الحاكم: ۷/ ۲۸۷، الجامع لابن عبد البر: ۱/ ۴۸۷، البيهقي في السنن الكبرىٰ: ۶/ ۲۱۱، الفسوي في التاريخ]

جماعتی اَحباب کی ذمہ داری:

ہم اپنے تمام جماعتی احباب اور سارے عوام وخواص اہل حدیث حضرات سے گزارش کرتے ہیں کہ ہم علماء ربانی اور حق کے علمبرداروں کی وفات پر یہ بھی غور وفکر کریں کہ وفات پانے والے علماء اور خواص تو حسب استطاعت اپنی ذمہ داری ادا کر کے چلے گئے،مگر جماعت و جمعیت تو وفات پا کر

ختم نہیں ہوئی، بلکہ یہ اپنی جگہ پر قائم اور برقرار ہے، یہ دعوت کتاب وسنت، توحید خالص اور اتباع سنت کی دعوت تو قیامت تک جاری رہے گی، وفات پانے والوں کے بعد یہ ذمہ داری آپ کے علاوہ کون اٹھائے گا؟ کیونکہ اس کے لئے تو اللہ تعالی نے صرف آپ کو منتخب کیا، تو آپ ہی کو یہ عظیم ذمہ داری ادا کرنے کے لئے کھڑا ہونا پڑے گا، اب آپ کو دیکھنا ہے کہ اس کے لئے آپ نے کیا تیاری کی ہے اور کیا غور وفکر کر رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے کتاب وسنت کے سب سے پہلے علمبرداروں (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم) کو یہی احساس دلانے کے لئے خطاب کرتے ہوئے اس کی بڑی تاکید کی تھی، چنانچہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خذوا العلم قبل أن يذهب" تم لوگ علم حاصل کرلو قبل اسکے کہ علم اٹھالیا جائے، لوگوں نے تعجب سے کہا کہ: "وكيف يذهب العلم يا رسول الله وفينا كتاب الله"۔ یارسول اللہ! ہمارے درمیان جب قرآن موجود ہے تو علم کیسے چلا جائیگا اور ہم علم سے کیسے محروم ہو جائیں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ غصہ ہو گئے اور فرمایا: تمہاری مائیں تم کو گم کریں، "أولم تكن التوراة والإنجيل في بنى اسرائيل فلم يغنيا عنهم شيئا" کیا بنی اسرائیل - یہود ونصاری - کے پاس تورات اور انجیل موجود نہیں ہیں؟ مگر ان کو تورات اور انجیل سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا اور وہ گمراہی اور ضلالت سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکے، سن لو اور یاد رکھو "إن ذهاب العلم أن يذهب حملته، إن ذهاب العلم أن يذهب حملته" علم کے چلے جانے کا مطلب علماء کا وفات پا کر دنیا سے چلے جانا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو دو مرتبہ کہا۔ [الدارمي: ١/٧٧،٧٨]

احمد اور طبرانی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: حجۃ الوداع

کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "خذوا العلم قبل أن يقبض أو يرفع" تم لوگ علم حاصل کرلو قبل اسکے کہ علم تم سے لے لیا جائے یا اٹھالیا جائے، ایک بدو نے کہا کہ: یارسول اللہ، "كيف يرفع العلم؟" علم کیسے اٹھالیا جائے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ألا إن ذهاب العلم ذهاب حملته،ألا إن ذهاب العلم ذهاب حملته، ألا إن ذهاب العلم ذهاب حملته "[الفتح]

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"مالي أرى علماؤكم يذهبون، وجهالكم لا يتعلمون، فتعلموا قبل أن يرفع العلم فإن رفع العلم ذهاب العلماء"۔ بڑے افسوس کی بات ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے علماء تو وفات پا کر ایک ایک کر کے دنیا سے ختم ہوتے جا رہے ہیں، مگر تمہارے لا علم لوگ علم حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں، یاد رکھو علم کا اٹھالیا جانا یہ ہے کہ علماء اٹھا لئے جائیں اور لوگ ان سے علم حاصل نہ کریں۔ [الدارمي:١/٧٨]

قومیں اسی وقت تک زندہ اور ہلاکت سے محفوظ رہتی ہیں جب تک چھوٹے (باقی رہنے والے لوگ) اپنے بڑوں (علماء) کے وفات پانے سے پہلے علم حاصل کرتے رہیں گے اور ان سے استفادہ کرتے رہیں گے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"لا يزال الناس بخير ما بقي الأول حتى يتعلم الآخر أويعلم، فإن هلك الأول قبل أن يتعلم الآخر أو يعلم هلك الناس"۔ لوگ اس وقت تک ہر طرح سے خوشحال، خیر و برکت، امن و راحت اور عروج و سربلندی میں رہیں گے جب تک کہ آخری اور بعد

والے لوگ اپنے پہلے والے لوگوں (علماء) سے دین سیکھتے رہیں گے، یا پہلے والے لوگ (علماء) اپنے چھوٹوں (عوام اور لاعلموں) کو سکھاتے رہیں گے، اور اگر پہلے لوگ (علماء) وفات پا کر دنیا سے چلے جائیں اور پیچھے رہ جانے والوں کو تعلیم نہ دیں یا لوگ ان سے نہ سیکھیں تو اس قوم کی ہلاکت و بربادی مقدر بن جاتی ہے۔ [الدارمي: ۱/۷۸]

اور اس ہلاکت و بربادی سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ علماء اور اپنے اکابر کی وفات سے پہلے ان کے علم سے خوب استفادہ کرلیں، اور ان کی مجالس میں شریک ہو کر عقائد و مناہج اور اسلامی احکام و شریعت سیکھ لیں تاکہ ان کی جانشینی کے مستحق بن جائیں یا ہم اپنی اولاد کو اچھی تعلیم و تربیت اور علم و حکمت سے مالا مال کریں تاکہ وہ علماء کی جانشینی کا حق ادا کرسکیں۔

ہمارے اسلاف اور صلحاء امت کا طریقہ:

ہمارے اسلاف، علماء اور صالحین اپنی اس ذمہ داری کا بڑا خیال رکھتے تھے اور علماء کی وفات سے جو خلا پیدا ہوتا ہے اس کے تلافی کی فکر کرتے تھے، اور اپنے اہل وعیال کو رغبت دلاتے اور تاکید کرتے کی علماء کی وفات سے پہلے پہلے ان سے خوب استفادہ کرلیں، اور مجالس اور علمی محافل میں شامل ہو کر علم حاصل کرلیں تاکہ علماء کی وفات کے بعد انکی جانشینی کا حق ادا کرسکیں اور اکابر کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا اس کی تلافی ہو اور جماعت کے لئے نعم البدل ثابت ہوں۔

امام الحسن بن علی رضی اللہ عنہما کا واقعہ:

امام الحسن بن علي رضي اللہ عنہما اپنے بچوں اور اپنے بھتیجوں کو نصیحت کرتے تھے کہ: "تعلموا العلم فإنكم صغار قوم وتكونون كبارهم غدا؛فمن لم يحفظ منكم فليكتبه"۔ علم حاصل کرلو، کیونکہ آج تم قوم کے چھوٹے ہو، مگر کل جب تمہارے بڑے دنیا سے

چلے جائیں گے تو تم ہی بڑے ہو گے، اور جو تم میں سے یاد نہیں رکھ سکتا تو اسے چاہیے کہ لکھ لیا کرے تا کہ علم محفوظ کر لے۔ [الدارمي، الجامع لابن عبد البر: ۱/ ۳۰۴، البيهقي فى المدخل، ابن عساكر في التاريخ]

امام عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ اپنے بچوں سے کہتے تھے کہ:

"يا بني إن أزهد الناس في عالم أهله فهلموا إلي فتعلموا مني؛ فإنكم توشكون أن تكونوا كبار قوم، إني كنت صغيرا لا ينظر إلي فلما أدركت من السن ما أدركت جعل الناس يسألوني، وما شيء أشد على امرئ من أن يسأل عن شيء من أمر دينه فيجهله" اے میرے پیارے بچو! عالم کے علم سے سب سے زیادہ محروم اس کے اہل وعیال اور اسکی اولاد ہوتی ہے، میں نہیں چاہتا کہ دوسروں کی طرح تم لوگ بھی اپنے والد (میرے) کے علم سے محروم رہو، سارے لوگ تمہارے والد کے علم سے فائدہ اٹھائیں اور تم لوگ اپنے والد کے علم سے استفادہ نہ کرو اس لئے تم میرے پاس آؤ بیٹھو اور مجھ سے علم حاصل کرو، آج تم اپنے معاشرے میں چھوٹے ہو اور کل تم بڑے بنو گے، جب میں چھوٹا تھا تو میری طرف کوئی توجہ نہیں کرتا تھا معاشرہ میں لوگ بڑا حقیر اور معمولی سمجھتے تھے مگر جب علم حدیث حاصل کیا اور اللہ تعالٰی نے مجھے علم وفضل سے نوازا تو سارے لوگ مجھ سے سوال اور علم حاصل کرنے کے لئے آنے لگے، آدمی کے لئے سب سے بڑی ذلّت ورسوائی کی بات یہ ہے کہ اس سے دین کی کوئی بات پوچھی جائے تو وہ شخص اپنی جہالت اور لاعلمی کا اظہار کرے اور کہے کہ مجھے پتہ نہیں۔ [الدارمي، ابن ابي خيثمه فى العلم: ۹۱، الجامع لابن عبد البر: ۱/ ۳۰۵، ۳۹۰]

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ:

ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت قائم ہو جانے کے بعد بہت سے باطل اور اسلام کے دشمن

فرقوں نے جنم لیا، اور سب اسلام اور مسلمان، قرآن اور شریعت اسلامیہ، رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و کردار پر یلغار کرنے لگے تو سب سے پہلے جس نے ان باطل فرقوں اور اہل باطل کے خلاف جہاد کیا اور اپنے زبان وقلم سے ان کا مقابلہ کیا وہ حجۃ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ تھے اور جب ان کا انتقال ہوگیا تو شیخ الاسلام مولانا امرتسری کو اللہ تعالیٰ نے ان کا حقیقی جانشیں بنایا، اور اپنی جانشینی کا تذکرہ شیخ الاسلام ان الفاظ میں کیا کرتے تھے:

اکے ہوا سجادہ نشین قیس میرے بعد　　　خالی نہ رہی دشت میں کوئی جا میرے بعد

جامعہ فیض عام کے تعلیمی دور میں ہمارے بعض مشائخ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ جامع المنقول والمعقول علامہ نذیر احمد املوی رحمانی رحمہ اللہ متوفی ۱۹۶۵ء کا جنازہ جب قبرستان لایا گیا اور دفنانے کے لئے چارپائی قبر کے قریب رکھ کر قبر میں مولانا املوی کو اتارنے لگے تو علامہ شیخ الحدیث عبید اللہ الرحمانی محدث مبارکپوری رحمہ اللہ اپنی آبدیدہ نگاہیں لوگوں کی طرف اٹھائی اور لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

مٹی میں کیا سمجھ کر دباتے ہو اے ہمدمو　یہ گنجینہ علوم ہے گنجینہ زر نہیں

بے نشاں ہو گئے نامور کیسے کیسے　　زمیں کھا گئی نوجوان کیسے کیسے

مولانا مقیم فیضی کا انتقال:

ہفتہ اور اتوار کے درمیانی رات تقریبا بارہ بجے عزیزم ڈاکٹر عبد الحمید اور عزیزم سعد ظفر طالب ماجستر شارجہ یونیورسٹی سلمھما اللہ نے اطلاع دی کہ شیخ مقیم فیضی کا انتقال ہوگیا، یہ خبر ایک بجلی کی طرح گری، دل غمزدہ آنکھیں اشکبار تھیں، کچھ دیر تک سکتہ طاری رہا مگر، اس خبر پر "إنا لله وإنا إليه راجعون اللهم أجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها" کے کلمات زبان پر بار

بار جاری رہے، کیونکہ ایسے مواقع پر ان کلمات کے پڑھنے کے علاوہ مؤمن کے لئے کوئی اور سبیل نہیں باقی رہتی۔

مولانا مقیم فیضیؒ صاحب سے ہمارے تعلقات:

مولانا مقیم صاحب فیضی سے ہمارے اور ہمارے بھائیوں (مولانا ابوالحسن اثری، قاری نجم الحسن فیضی، شیخ مقصود الحسن فیضی حفظھم اللہ من الفتن وشرور الدھر) کے تعلقات ایک تو عمومی تھے جوکہ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾[الحجرات:۱۰] کا تقاضا ہے۔

دوسرے خصوصی تعلقات تھے جو کئی قسم کے ہیں، جن میں سے دو نہایت اہم ہیں ایک یہ ہے کہ شیخ مقیم کو تقریبا ہمارے تمام بھائیوں سے کسی نہ کسی اعتبار سے علمی استفادہ حاصل ہے بالخصوص ہمارے چھوٹے بھائی شیخ مقصود الحسن حفظہ اللہ سے، دوسرا خصوصی اور نہایت اہم تعلق خاندانی ہے اور خاندانی رشتے میں بھی بھائی کا رشتہ ہے، کیونکہ نسب کے اعتبار سے چند پشت اوپر آبائی واجدادی رشتہ ایک ہوجاتا ہے جو ہمارے آبائی گاؤں بہرا پور ضلع پرتاب گڑھ میں موجود ہے، اور مولانا مقیم کے اکثر اعزہ واقربا ابھی تک اسی گاؤں میں آباد ہیں اور تقریبا پورا گاؤں اہل حدیث ہے۔

اور یہ خاندانی تعلق شیخ مقیم کے گھر سے اس وقت اور مضبوط ہوگیا جب غالبا سن ۱۹۶۵ء میں ان کے والد حامد صاحب نے اپنے والد یا والدہ کے حج بدل کے لئے ہمارے والد صاحب کو منتخب کیا اور اس کے بعد سے دونوں گھروں کے تعلقات بڑے گہرے ہو گئے جو کہ آخر تک باقی رہے، اور انہیں تعلقات کے سبب شیخ مقیم کے گھر کا دینی ماحول بھی بنسبت دوسرے لوگوں کے بہت اچھا اور بہتر تھا۔

شیخ مقیم فیضی کے عالم بننے کا واقعہ:

ویسے تو ہر چیز اللہ تعالی کی مشیئت اور اس کے حکم سے ہوتی ہے، مگر اس کے ساتھ اسکے کچھ ظاہری اسباب وعوامل بھی ہوتے ہیں، کسی کا عالم بننا بھی اللہ کی مشیئت اور حکم پر موقوف ہوتا ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ [البقرۃ:۲۶۹]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين".

شیخ مقیم کے عالم بننے کا سبب اللہ کی مشیئت اور حکم الہی تو تھا ہی، مگر ظاہری سبب یہ بنا جو غالبا کسی کو معلوم نہیں ہوگا یا کہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا، وہ یہ ہے کہ ان کے والد دنیاوی اعتبار سے بڑے خوشحال لوگوں میں سے تھے، کیونکہ کلکتہ میں بہترین ملازمت تھی، اور عام طور پر خوشحال لوگوں کا رجحان دنیاوی اور انگلش میڈیم اسکولوں کی طرف ہوتا ہے، ان کے والد نے بھی ان کو دنیاوی تعلیم کے لئے اسکول میں داخل کر دیا، تعلیم جاری ہوگئی، ایک عرصہ تک اسکول میں تعلیم حاصل کرتے رہے، دینی تعلیم اور عالم بننے کا تصور نہ تو والدین کا تھا اور نہ تو خود شیخ مقیم کے وہم وگمان میں تھا، دینی تعلیم حاصل کرنے اور عالم بننے کا شوق اور خیال کیسے پیدا ہوا خود شیخ مقیم کی زبانی:

غالباً ۲۰۰۴م جن دنوں شیخ دہلی میں مقیم تھے، میں مولانا محمد شوکت رحمہ اللہ اور دیگر اراکین جماعت کی دعوت پر سرینگر کشمیر کے اجلاس عام میں شرکت کی غرض سے سرینگر جا رہا تھا، دہلی ہو کر ہی سرینگر جانا تھا، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ذمہ داروں کو اس کا علم ہوا تو اصرار کیا کہ آج جمعہ پڑھا کر پھر سرینگر جائیں، میں نے ان کی دعوت قبول کرلی، جمعہ اہل حدیث کمپلکس کی مسجد میں پڑھایا، جمعہ کے بعد کھانے اور آرام کا انتظام کمپلکس کے دار الضیافہ میں رکھا گیا تھا، جمعہ سے

فارغ ہو کر ملاقات کی غرض سے دستر خوان پر بڑی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے، اس وقت سب کے میزبان شیخ مقیم فیضی رحمہ اللہ ہی تھے، اس مجلس میں لوگ خطبہ جمعہ کی تعریف اور بڑے اچھے تاثرات کا اظہار کرنے لگے تو شیخ مقیم فیضی رحمہ اللہ نے اس وقت ہمارے سامنے لوگوں سے کہا کہ شیخ کی تقریر طالب علمی ہی کے زمانے سے بہت اچھی اور موثر ہوتی ہے، میں تو پہلے انگلش میڈیم اسکول میں پڑھتا تھا، مگر جب اپنے گاؤں کی جامع مسجد میں شیخ کا خطبہ جمعہ سنا تو میرے اندر یہ شوق پیدا ہوا کہ میں بھی شیخ کی طرح عالم بنوں اور میں بھی ایسا ہی خطیب اور مقرر بنوں، اسی دن میں نے دنیاوی تعلیم ترک کر کے دینی تعلیم حاصل کرنے اور عالم بننے کا فیصلہ کر لیا۔

یہ تاریخی واقعہ جو کہ شیخ مقیم کے دل و دماغ اور زندگی میں انقلاب اور سوچ و فکر میں تبدیلی پیدا کرنے کا سبب بنا، یہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا، اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ غالبا جامعہ سلفیہ بنارس میں فضیلت اول کا میں طالب علم تھا، گرمی کی چھٹی گزارنے کے لئے وطن آیا تھا، تو والد محترم حاجی احمد اللہ رحمہ اللہ جن کا اپنے آبائی وطن بہرا پور اور گاؤں کے تمام لوگوں سے گہرا تعلق تھا اور سب سے رشتہ رکھتے تھے، وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر جامع مسجد بہرا پور (جو کہ شیخ مقیم رحمہ اللہ کے گھر کے بالکل قریب) خطبہ جمعہ دلانے کے لئے لے کر گئے، اس مسجد کے خطیب گاؤں اور علاقہ کے مشہور عالم مولانا بشیر احمد صاحب شاگرد علامہ شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاپ گڑھی رحمہ اللہ تھے، اس مسجد میں ہمارے خطبہ جمعہ میں شیخ مقیم فیضی رحمہ اللہ بھی موجود تھے جس کا تذکرہ عرصہ دراز کے بعد شیخ رحمہ اللہ نے دہلی میں کیا۔

شیخ مقیم فیضی رحمہ اللہ کی زندگی کا بڑا حصہ متعدد قسم کے دینی خدمات میں گزرا ہے، تعلیمی و تدریسی خدمات انجام دیں، دعوتی و تبلیغی سرگرمیاں بھی آخری دم تک جاری رہیں، جماعتی تنظیم و تنسیق میں

بھی وقت گزارا، متعدد اہم موضوعات پر تصنیفی وتالیفی مشغولیت بھی رہی، اہل بدعات اور اہل باطل کی تردید میں بھی پیش پیش تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ان کی ان ساری خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے، اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے ۔

اخیر میں صوبائی جمعیت اہل حدیث بمبئی اور خصوصا جمعیت کے امیر محترم مولانا عبد السلام سلفی حفظہ اللہ اور ان کے رفقائے خاص بھی شیخ مقیم فیضی رحمہ اللہ کے اہل وعیال اور پوری جمعیت کی طرف سے شکر اور مبارک بادی کے مستحق ہیں، جنہوں نے بیماری کی ابتدا سے لیکر آخری دم تک کما حقہ اپنی ذمہ داری ادا کی، دامے درمے اور سخنے ہر اعتبار سے تعاون کرتے رہے اور ہر ہر موقع پر پورا پورا ساتھ دیتے رہے، فجزاھم اللہ خیرا۔

❁❁❁❁